نجدیو

کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزم عشاق

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد
0300-6661755

نحمده ونصلي و نسلم علی حبيبه الكريم

اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

محبت سے درود وسلام

الصلوة والسلام عليك يارسول الله

وعلى الك واصحابك يا حبيب الله

سامعین محترم! آپ سب کو جشن عید میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں اور محفلیں مبارک ہوں۔ کب سے یہ محفلیں منعقد ہو رہی ہیں؟ کون بتائے، کس سے پوچھیں، کسی کو نہیں معلوم۔ ظہور قدسی سے لاکھوں سال پہلے ایک محفل سجائی گئی۔ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام نے شرکت فرمائی۔ رب کریم نے خطاب فرمایا اور اس آنے والے محبوب ﷺ کا ذکر فرمایا۔ جس کے آنے کے بعد نہ صرف امتیوں پر بلکہ نبیوں پر بھی دل دینا اور جان فدا کرنا فرض قرار پایا۔ قرآن کریم کھولئے اور اس مقدس محفل کا حال پڑھیئے اور پڑھتے ہی جایئے، سنئے سنئے یہ کیسی آواز آرہی ہے۔

اور یاد کرو جب اللہ کریم نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔ ''جب میں تم کو کتاب حکمت دوں پھر تشریف لائیں تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا''۔ فرمایا۔ ''کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟''۔ سب نے عرض کی۔ ''ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا۔ ''گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں'' (آل عمران:۸۱)۔

سامعین محترم! عقل یہ کہتی ہے کہ جب یہ عظیم الشان پیمان محبت باندھا گیا اور آپ کی آمد آمد اور ولادت وبعثت کا ذکر کیا گیا تو یقیناً اس جہان سے اس جہاں میں آکر ہر نبی نے اپنی اپنی امت سے یہ عہد لیا ہوگا۔ اس آنے والے کا چرچا کیا ہوگا۔ اس کا ذکر ولادت کیا ہوگا۔ بار بار کیا ہوگا۔ ہر شہر میں ہر کوچے میں، ہر گلی میں، ہر مکان میں، کم از کم ایک محفل تو سجائی ہوگی۔ پھر بھی کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار محفلیں سجی ہوں گی۔ جب اس آنے والے کا اتنا چرچا ہوا تو اس کو سارے عالم میں جانا پہچانا ہونا چاہئے۔ ہاں، کیوں نہیں۔ آنے سے پہلے ہی سب اس کو جانتے تھے اور خوب مانتے تھے اور آنے والا محبوب ﷺ آنے سے پہلے ایسا جانا پہچانا ہو گیا جیسے باپ ہیں۔ سنئے سنئے قرآن حکیم کیا فرما رہا ہے۔ ''جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی (ﷺ) کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتا ہے'' (سورۃ البقرہ:۱۴۶)۔

سورۃ انعام میں بھی یہی فرمایا۔ ''جن کو ہم نے کتاب دی اس نبی کو پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی وہ ایمان نہیں لائے'' (سورۃ انعام: ۲۰)۔ تو جب اس کی یاد دلوں میں بس گئی اور روحوں میں سما گئی تو یقیناً ہر زبان پر اسی کا ذکر ہوگا۔ اس کو اپنی مصیبتوں میں وسیلہ بناتے ہوں گے۔ اسی کو اپنا سہارا سمجھتے ہوں گے۔ قرآن حکیم سے اس محبت و وارفتگی کا حال پوچھئے۔ سنئے سنئے وہ کیا فرمارہا ہے۔ ''اور اس سے پہلے وہ (یہودی) اس نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر'' (سورۃ بقرہ: ۸۹)۔ ہاں کیوں نہ ہاتھ پھیلاتے کیوں نہ دعائیں مانگتے کہ شب و روز اس کے ذکر و اذکار سے فضائیں گونج رہی تھیں، محفلیں سج رہی تھیں، آخری محفل کا حال تو قرآن حکیم میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ محفل سجی ہے، ہزاروں مسلمان جمع ہیں ایک اہم اعلان ہونے والا ہے، سب منتظر ہیں، سب گوش برآواز ہیں۔ سنئے سنئے قرآن حکیم میں یہ کیا آواز آرہی ہے۔ ''اور یاد کرو عیسیٰ بن مریم نے کہا۔ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول، اپنے سے پہلے کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے'' (سورۃ صف: ٦)

حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوشخبری بھی سنائی اور خوشی منانے کا سلیقہ بھی سکھایا۔ اپنے چاہنے والوں کے لئے رب کریم کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے اور دعا کی اے زمین پر کھلانے والے آسمان سے بھی ہم کو کچھ عطا فرما۔ قرآن حکیم میں یہ سارا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ سنئے اور اس واقعہ سے خوشی منانے کا سلیقہ سیکھئے۔ ''جب حواریوں نے کہا۔ اے عیسیٰ بن مریم۔ کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے''۔ کہا۔ ''اللہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو''۔ بولے۔ ''ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں سے دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں''۔ عیسیٰ بن مریم نے عرض کیا۔ ''اے اللہ! اے رب ہمارے! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو، ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے''۔ اللہ نے فرمایا کہ ''میں اسے تم پر اتارتا ہوں'' (سورۃ مائدہ: ۱۱۲۔۱۱۵)۔

غور فرمائیں۔ خوان نعمت اترے تو حال اور مستقبل والوں کے لئے عید ہو اور جان نعمت اترے تو پھر ماضی و حال اور مستقبل والوں کے لئے کیوں عید نہ ہو؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس رمز محبت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ عید منانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی نعمت کا شکر ادا کیا جائے اور ایک آن نعمت کو نہ بھلایا جائے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ کو نہ بھلایا جائے کیونکہ نعمت کو یاد کرنے سے منعم یاد آتا ہے یہی ہر انسان کی نفسیات ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کو یاد کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی ہے۔ پھر جان

نعمت ﷺ کو یاد کرنا اور بھی ضروری ہوا۔ یہ یاد کرنا رب کریم کی سنت ہے' نبیوں کی سنت ہے' فرشتوں کی سنت ہے' نیک مسلمانوں کی سنت ہے۔ رب کریم خود فرما رہا ہے۔ ہم بار بار سنتے ہیں' نہ معلوم غور کیوں نہیں کرتے۔ سنئے سنئے اور غور سے سنئے۔ ''بے شک اللہ اور اس کے تمام فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو' بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر لعنت دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے'' (سورۃ احزاب: ۵۶۔۵۷)۔

جو درود و سلام کیلئے تیار نہیں ان کو وعید سنائی جا رہی ہے اور جو درود و سلام کیلئے تیار اور مستعد ہیں۔ ان کو یہ خوشخبری سنائی جا رہی ہے۔ وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے (سورۃ احزاب: ۴۲)۔

سامعین محترم! آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ رب کریم محبوب کریم ﷺ کے یاد کرنے والوں پر بھی درود بھیج رہا ہے اور اس کے ان گنت فرشتے بھی درود بھیج رہے ہیں۔ دانا انسان کے لئے تو اشارہ ہی کافی ہے۔ ہر محبت کرنے والا محبوب کو یاد کرنے میں اور اس کا ذکر سننے میں سرور و سکون محسوس کرتا ہے ذکر کرنے والوں سے محبت کرنے لگتا ہے۔ یہ عشق و محبت کی فطرت ہے۔ جو اس کے خلاف کرے وہ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر عاشق نہیں ہو سکتا۔ دل یہی کہتا ہے' عقل یہی کہتی ہے۔ تاجدار دو عالم ﷺ پر ایمان کے لئے محبت شرط اول ہے۔ یہ اللہ قادر و کریم فرما رہا ہے' یہ خالق و مالک فرما رہا ہے۔ کس کی مجال کہ سرتابی کرے کس کی جرات کہ سرکشی پر کمر باندھے۔ سنئے سنئے کیا فرما رہا ہے؟ ''آپ فرما دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان۔ یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے'' (سورۃ توبہ: ۲۴)۔

دنیا میں جو چیزیں دل کو کھینچتی ہیں سب ہی تو بیان فرما دیں۔ ہاں اللہ اور اس کے محبوب رسول ﷺ کی محبت کی خاطر ان سب سے دل ہٹانا ہوگا۔ سب کو بھلا کر انہیں کو یاد کرنا ہوگا۔ کیا عشق و محبت کی تاریخ میں کسی نے کہیں یہ پڑھا ہے کہ کسی عاشق نے اپنے محبوب کو نہ خود یاد کیا ہو اور نہ کسی کو یاد کرنے دیا ہو؟ ہم نے تو کہیں نہیں پڑھا کہ محبوب کا ذکر سن کر عاشق منہ بسورنے لگے' ناک بھوں چڑھانے لگے' نتھنے پھلانے لگے' غیظ و غضب کے عالم میں محبوب کے ذکر کی محفل سے بڑبڑاتا چلا جائے۔ یہ بات تو بہت ہی عجیب ہے۔ جس کے بارے میں کسی دماغ میں یہ خیال گزرا ہو کہ کبھی اس پر بھی بحث کی جائے گی کبھی اس پر بھی سوچا جائے گا کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کیا محبت کا دعویٰ کرنے والے محبوب کی ذکر و فکر کی محفلوں پر اس طرح بڑھ چڑھ کر اعتراض کریں گے۔ مگر وہ وقت بھی آ گیا۔ اجالوں میں وہ اندھیرا بھی آ گیا۔ پھولوں میں وہ کانٹا بھی آ گیا جو ہر محبت والے کے دل میں کھٹک رہا ہے۔ آیئے اعتراض کرنے والوں کے اعتراضات کے جوابات سنئے مدلل اور دل نشیں۔ اندھیروں میں اجالے دیکھئے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم نفرت و عداوت کی

باتیں چھوڑ کر محبت و الفت کی باتیں کرنے لگیں؟ کیوں نہیں ہوسکتا ضرور ہوسکتا ہے۔ مگر ہم کو دشمنان اسلام کی سفارت چھوڑنی ہوگی ہم کو ملت اسلامیہ کی وکالت کرنی ہوگی۔

اللہ کریم نے انبیاء اکرام علیہم السلام کی سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ اللہ کریم نے نیک مسلمانوں کی سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ اللہ کریم نے فرشتوں کی سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا کسی جگہ بھی کفار و مشرکین اور یہود و انصاری کی رسموں اور عادتوں کو اپنانے کا حکم نہیں دیا۔ مگر ہم نے سرکشی پر کمر باندھی ہے۔ ہر حکم کو ٹالا ہے اور اپنے نفس کے ہر حکم کو مانا ہے۔ کفار و مشرکین اور یہود و نصاری کی بے شمار رسمیں اور عادتیں ہم نے اپنالی ہیں۔ اپنانے والے اس عجیب و غریب طرز عمل پر تنقید کرنے والوں سے بھی بیزار نظر آنے لگے۔ ان تمام برائیوں کے باوجود اپنی ضد پر قائم ہیں۔ یہود و نصاری کی رسموں کو عام کر رہے ہیں صلحائے امت کی سنتوں پر پابندیاں لگا رہے ہیں کوئی معقول بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے؟ نہیں نہیں ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کریم کا حکم مانا جائے۔ تو حکم یہ ہے کہ جان رحمت ﷺ کو ہر آن یاد کیئے جائے درود و سلام پڑھتا جائے فرشتوں کی طرح نیک مسلمانوں کی طرح کھڑے بیٹھے جس طرح بھی ممکن ہو پڑھتا جائے۔

ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اسلام دشمنی میں دشمنان اسلام کا ساتھ نہ دیں۔ ہم محبت محبوب کریم ﷺ کو سینے سے لگا کر رکھیں یہی وہ دولت ہے جس کو ساری دنیا کے لوٹنے والے لوٹنے کی فکر میں ہیں اس دولت کو لٹنے نہ دیں اس کی دل و جان سے حفاظت کریں۔

میلا دالنبی ﷺ پر شرعی دلیل طلب کرنے والوں کی خدمت میں

احکام الٰہیہ سے مستنبط اصول و قوانین ہر شرعی عمل کی اساس ہیں اور ہر عمل سنت رسول اللہ ﷺ کی بنیاد پر استوار ہے اور یہی اس دین کی حقانیت و صداقت کی وہ بین دلیل ہے جو اسے دوسرے تمام ادیان باطلہ سے متمیز کرتی ہے۔ اس ضمن میں ہم نے تفصیل کے ساتھ میلا دالنبی ﷺ کو بطور عید منانے اور اظہار مسرت کے حوالے سے نصوص قرآنی کے تحت بحث کی ہے (تفصیل ہماری دیگر کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں)۔ لیکن ایسے حضرات کے لئے جو بلا وجہ میلاد کے اس موقع پر اپنے مسلمان بھائیوں کو فتویٰ بازی سے کفر و شرک اور بدعت کا مرتکب ٹھہراتے ہیں اور ہر بات پر قرآن و سنت سے دلیل طلب کرتے ہیں۔ ان کے دل و دماغ تنگ نظری کا شکار ہیں اور وہ بزعم خویش یہ سوچتے ہیں کہ اس عمل کا کوئی ثبوت نہیں؟ ان سے بس اتنی گزارش ہے کہ

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

یہ نادان میلا دالنبی ﷺ جیسی بڑی نعمت پر شکرانے کے لئے ثبوت طلب کرتے پھرتے ہیں۔ انہوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ زندگی میں ہزار ہا دنیاوی خوشیاں مناتے وقت کبھی قرآن و حدیث کو اٹھا کر دیکھا

کہ اس کا ثبوت ہے یا نہیں؟ کیا ایسا نہیں ہوتا کہ جب کبھی تمہارے ہاں ایک مدت کے بعد اولاد پیدا ہوئی تو تم نے مٹھائیاں بانٹیں، دعوتیں کیں کیا اس وقت بھی حدیث کی کتب کو اٹھا کر یہ ثبوت طلب کیا کہ آیا محبوب کریم ﷺ یا کسی صحابی نے اپنے بیٹوں کی پیدائش پر مٹھائی بانٹی تھی/ ہر سال اپنے بچوں کی سالگرہ پر لاکھوں ہزاروں روپے خرچ کر کے ضیافتیں تیار کرنے والو کیا کبھی قرآن وحدیث سے اس بارے میں بھی ثبوت تلاش کیا؟

ہمارے ہاں جب کسی کی شادی ہونے لگتی ہے تو کئی کئی مہینے اس کی تیاریوں میں گزارتے ہیں۔ ہم اشتہار اور دعوتی کارڈ چھپواتے ہیں، ولیمہ کرتے ہیں، اس میں لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں، اپنے خویش و اقارب اور دوست احباب کو بلا کر اس خوشی کے موقع پر حتی الوسع ان کی خدمت کرتے ہیں۔ اچھے کپڑے پہن کر وہاں جاتے ہیں اور نہ جانے کیا کیا کرتے ہیں۔ کیا اس موقع پر بھی ہم نے کبھی قرآن وحدیث سے دلیل طلب کی کہ شادیوں پر میرے آقائے دوجہاں ﷺ نے یا ان کے غلاموں نے ایسی خوشیاں کی تھیں یا نہیں؟ انہوں نے بھی اتنے مہنگے اور پر تکلف کھانے تیار کرائے تھے/ یہاں کیا اس لئے ثبوت طلب نہیں کئے جاتے کہ اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی کا معاملہ ہوتا ہے مگر میلاد النبی ﷺ پر ثبوت یاد آجاتا ہے کیونکہ یہ محسن انسانیت ﷺ کی ولادت کا معاملہ ہے۔

ہمیں جب ملک پاکستان کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی نعمت ملی، غیروں کے تسلط سے آزادی حاصل ہوئی تو ۱۴ اگست کو ہر سال پورے ملک کو دلہن کی طرح سجایا جاتا ہے، بے پناہ ملکی اور قومی دولت بے دریغ خرچ ہوتی ہے۔ جگہ جگہ جہازوں، ٹینکوں اور گاڑیوں کی سلامی دی جاتی ہے، گارڈ آف آنرپیش ہوتے ہیں بلکہ ۲۳ مارچ جب صرف اس کی آزادی کے حصول پر قرارداد پاس ہوئی تھی، جدوجہد آزادی کا آغاز ہوا تھا، ہر سال ملک کے طول وعرض میں سرکاری وغیر سرکاری سطح پر تقریبات، جشن اور محافل کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ۶ ستمبر کا دن آتا ہے تو اس یوم فتح کی خوشیوں میں پاک فوج کی جنگی مشقوں کو دیکھنے کے لئے مخصوص مقامات پر اجتماعات ہوتے ہیں۔

یہ سب باتیں اگرچہ درست ہیں مگر یہاں عہد رسالت ﷺ اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت تلاش نہیں کئے جاتے کیونکہ اس وقت بھی تو ملک فتح ہوتے تھے۔ لوگ جوق در جوق کفر وضلالت سے نکل کر قصر اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ اس پر مستزاد ان تحریکوں کی قیادت کرنے والے اور حصول آزادی میں کام کرنے والے رہنما کے یوم ولادت پر پورے ملک میں عید کا سا سماں ہوتا ہے۔ دفاتر، تعلیمی اور صنعتی ادارے بند کر دیئے جاتے ہیں، ہر جگہ جلسوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے دور دور سے دانشوروں اور زعماء کو بڑے اہتمام سے دعوتیں دے کر بلایا جاتا ہے۔ ان کی شان میں قصیدہ خوانی کی جاتی ہے لیکن یہاں قرآن وحدیث یا اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کسی ثبوت کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ یہ ہمارے ملک وقوم کے رہبروں کا حق تھا کہ ان کی خدمت کو اس

طرح سراہا جائے لیکن پوری انسانیت بلکہ کائنات ہست و بود کے محسن اعظم ﷺ کا یوم ولادت آئے تو ان کی یاد میں محافل میلاد اور خوشی کرنے پر ہمیں ثبوت بھی یاد آئے اور دلیلیں طلب کرنا بھی ضروری سمجھا جائے۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس حوالے سے کیا خوب کہتے ہیں۔

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
ظالمو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

جب ریاست کا یوم تاسیس آئے یا بیروں ملک سے کوئی مہمان آئے (خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم) اسے اکیس توپوں کی سلامی دی جائے تو اس وقت قرآن و حدیث سے جواز تلاش نہیں کیا جاتا۔ حتیٰ کہ اپنے یا کسی اور ملک کے صدر، سربراہ ریاست یا بہت بڑے لیڈر کے انتقال پر بڑے اعزاز کے ساتھ اس کی تدفین عمل میں آتی ہے۔ اس کی مرگ پر سوگ کے جلوس نکالے جاتے ہیں۔ میت پر ماتمی دھنوں سے بینڈ بے، توپوں کی سلامی ہوتی ہے، پھولوں کی چادریں چڑھتی ہیں، گل پاشیاں اور نہ جانے کیا کیا تقریبات ہوتی ہیں۔

علماء و غیر علماء سب شریک ہوتے ہیں مگر کسی نے کبھی فتویٰ زنی نہ کی۔ سنت رسول ﷺ اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے سند تلاش نہ کی کیونکہ اس میں ملک کا اعزاز تھا۔ مرحوم لیڈر کی خدمات کا اعتراف تھا، اپنی جذباتی وابستگی کا اظہار مقصود تھا اور اقوام عالم کے سامنے اپنی قومی عزت کا مسئلہ تھا، یہ سب کچھ ٹھیک ہے اور ہمارے نزدیک بالکل بجا ہے۔ ایسا ہونا چاہئے مگر بات یہ زیر بحث ہے کہ کسی صدر مملکت کے لئے ایسا اہتمام ہو تو کوئی ثبوت نہ مانگے جائیں اور صدر کائنات ﷺ کی ولادت کا یوم ہو تو دلیلیں اور فتوے طلب کئے جائیں۔ جب آقائے دوجہاں رحمۃ للعالمین ﷺ کی آمد کا دن آئے تو خوشی مناتے وقت دلائل و براہین اور ثبوت مانگے جائیں تو اس کا صاف اور واضح مطلب ہے کہ باقی ہر موقع پر خوشی تھی بس حضور ﷺ کے معاملے میں دل میں گھٹن اور تنگی پیدا ہوگئی اور حکم خداوندی **فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون** (یونس ۱۰:۵۸)۔ یاد نہ رہا اعمال حسنہ اور عبادت و ریاضت میں کثرت پر فخر و غرور اور اس پر بھروسہ کرنے والوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ان کی ان خشک و بے مغز عبادتوں کے ذخیروں کے مقابلے میں حضور ﷺ کی آمد پر خوشی کرنا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں زیادہ افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں اپنے محبوب ﷺ کی زبان سے یہ اعلان فرما رہا ہے کہ اگر میرے محبوب کی آمد پر تم نے خوشی نہ کی اور نیکیوں کے انبار لگاتے رہے تو مجھے ان نیکیوں کی کوئی ضرورت نہیں۔

تم نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی خوشیوں پر لاکھوں روپے خرچ کر دیئے تو کوئی چیز رکاوٹ نہ بنی لیکن جب میرے محبوب ﷺ کی آمد پر خوشی میں خرچ کرنے کی باری آئی تو تمہارے دل نے تنگی محسوس کی اور بجائے خود خرچ کرنے کے دوسروں کو بھی اس سے منع کرتے رہے۔ یاد رہے کہ کوئی خوشی میرے محبوب ﷺ کی آمد کی خوشی سے بڑی نہیں۔ اس کے مقابلے میں دنیا و جہان کی ساری خوشیاں ہیچ ہیں اور ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

ایک اہم بات

سامعین محترم! جشن میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کرنا یقیناً مستحسن اور باعث اجر وثواب ہے لیکن اس موقع پر اگر اس کے بعض قابل اعتراض پہلوؤں سے صرف نظر کرتے ہوئے حسب معمول برقرار رہنے دیا جائے تو ہم میلاد النبی ﷺ کے فیوض و برکات کے حصول سے محروم رہیں گے۔ جب تک اس پاکیزہ جشن میں طہارت، نفاست اور کمال درجہ کی پاکیزگی کا خیال نہیں رکھا جائے گا سب کچھ کرنے کے باوجود اس سے حاصل ہونے والے مطلوبہ ثمرات سمیٹنا تو درکنار ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول ﷺ کی ناراضگی کے ناقابل معافی جرم کے مرتکب ہوں گے۔ محفل میلاد ہو یا جلوس میلاد یہ سب کچھ چونکہ رحمت دو جہاں ﷺ کی ولادت کی خوشی کے سلسلے میں ہوتا ہے اس لئے اس کے پورے ماحول کے تقدس کا برقرار رہنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح جان رحمت ﷺ کی ظاہری حیات مقدسہ میں محبوب کریم ﷺ کی مجلس کے آداب ملحوظ رکھے جاتے تھے۔

صدق واخلاص محافل میلاد کی شرط اولین ہے

جشن میلاد کے موقع پر محفلیں منعقد کرنا اور صدقہ وخیرات کرنا، اس کے لئے جانی و مالی، علمی وفکری غرضیکہ ہر قسم کی قربانی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے محبوب ﷺ کی خوشنودی کے حصول کے لئے ہونی چاہئے۔ احادیث پاک کے مطابق جس طرح صبح وشام حضور ﷺ پر درود وسلام کے علاوہ اپنی امت کے دوسرے نیک و بداعمال بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ اچھے کام دیکھ کر خوشی فرماتے ہیں اور برائی یا گناہ کی بات پر ناراضگی اور افسوس کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح ہماری یہ میلاد کی خوشیاں بھی محبوب کریم ﷺ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ اگر ان میں صدق وخلوص شامل نہیں ہوگا تو حضور ﷺ کو ہماری ایسی محفلوں کے انعقاد سے کیا مسرت ہوگی؟ اور اللہ تعالیٰ اپنے بارگاہ میں اپنے محبوب ﷺ کی خاطر کی جانے والی خوشی کو کیونکر شرف قبولیت سے نوازے گا۔

صدقہ وخیرات میں کثرت اور اظہار مسرت کے لئے بڑے بڑے جلسے جلوس اس بارگاہ میں باعث شرف قبولیت نہیں جب تک ظاہری عقیدت میں محبت ادب اور اخلاص شامل نہ ہو۔ یہاں ایک واقعہ بطور مثال دہرانا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ قارئین کو اس تقاضے کی اہمت کا احساس ہو سکے۔

محبوب کریم ﷺ نے چنے قبول فرمالئے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ''فیوض الحرمین'' اور ''تفہیمات الہیہ'' کے علاوہ ''الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین'' میں بیان فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر سال ربیع الاول شریف میں حضور ﷺ کے میلاد کی خوشیاں منایا کرتے تھے اور جو کچھ اس وقت میسر ہوتا حضور ﷺ کے نام پر بے دریغ خرچ کردیتے لیکن گردش دوراں سے ایک سال ایسا بھی آیا کہ جب ہمارے پاس قحط سالی اور تنگ دستی کی وجہ سے کچھ بھی نہ تھا۔

جان رحمت ﷺ میلاد کے مبارک دن آ گئے۔ ہر سمت نظر دوڑائی کوئی ایسی چیز میسر نہ آئی جسے بارگاہ نبوی ﷺ میں پیش کیا جاتا۔ بالآخر کہیں سے بھنے ہوئے کچھ چنے مل گئے۔ شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''میں نے وہی چنے لے کر حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی میں صدقہ کر دیئے لیکن دل بے چین اور آزردہ تھا کہ اس سال خوشی دھوم دھام سے نہیں منائی جا سکی۔ اسی رات جب میں سویا تو خواب میں محبوب کبریا ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا سرکار دو جہاں ﷺ میرے سامنے تشریف فرما ہیں اور وہی بھنے ہوئے چنے آقائے دو جہاں ﷺ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور انہیں دیکھ کر آپ ﷺ خوش ہو رہے ہیں''۔

محفل میلاد کے تقاضوں میں خلوص وتقوی کے علاوہ ظاہری و باطنی طہارت بھی ضروری ہے۔ جان رحمت ﷺ چونکہ خود صفائی کو انتہائی پسند فرماتے تھے جس طرح آپ ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہر طرح کی صفائی' طہارت اور پاکیزگی کا خیال رکھا جاتا تھا اسی طرح رحمت دو جہاں ﷺ کی نسبت سے منعقد ہونے والی محافل ومجالس میں بھی اس بارے میں کمال درجہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ محبوب کریم ﷺ اگر چاہیں اپنے غلاموں کی ان محافل میں اپنے روحانی وجود کے ساتھ تشریف بھی لاتے ہیں۔

ایک افسوسناک لیکن قابل اصلاح پہلو

سامعین محترم! میلاد النبی ﷺ کا عقیدہ رکھنے والے اور جشن میلاد کے جلوس کا اہتمام کرنے والے ایک طرف تو محبوب کریم ﷺ سے اتنی محبت وعقیدت کا مظاہرہ کریں کہ میلاد کی خوشیوں کو جزو ایمان سمجھیں۔ یہ سب اپنی جگہ درست اور حق ہے مگر انہیں اس کے تقاضوں کو بھی بہر حال مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کاش ان عقیدت مندوں کو جان کائنات ﷺ کی بارگاہ کی تعظیم کا بھی کما حقہ علم ہوتا۔

اس مبارک موقع کے فیوضات سمیٹنے کے لئے ضروری ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ کی میلاد کی ان پاکیزہ محفلوں میں اسی انداز سے شرکت کریں جس میں شریعت مطہرہ کے احکام کی معمولی خلاف ورزی بھی نہ ہونے پائے۔ لیکن فی زمانہ بعض مقامات پر جاہل اور مقام وتعظیم رسالت سے بے خبر لوگ جشن میلاد کو گونا گوں منکرات' بدعات اور محرمات سے ملوث کر کے بہت بڑی نادانی اور بے ادبی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جلوس میلاد میں ڈھول ڈھمکے' فلمی فحش گانوں کی ریکارڈنگ' نوجوانوں کے رقص وسرور اور اختلاط مرد وزن جیسے حرام اور ناجائز امور انجام دیئے جاتے ہیں' یہ سب انتہائی قابل افسوس اور قابل مذمت ہے۔ اگر ان لوگوں کو ان محرمات اور خلاف ادب کاموں سے روکا جاتا ہے تو وہ منع کرنے والے کو میلاد النبی ﷺ کا منکر ٹھہرا کر ان قابل اصلاح امور کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔ ان نام نہاد عقیدت مندوں کو سختی سے سمجھانے کی ضرورت ہے ورنہ کچھ عرصہ بعد جشن میلاد النبی ﷺ ان ادب ناشناس جہلاء کی اسلام سوز رسوم ورواج کا گہوارہ بن جائے گا۔

جب تک ان محافل و مجالس کو کما حقہ تقدس اور جشن میلاد کو ادب و تعظیم رسالتمآب ﷺ کے سانچے میں نہیں ڈھال لیا جاتا اور ایسی تقاریب سے ان تمام محرمات کا خاتمہ نہیں کر دیا جاتا اس وقت تک اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول ﷺ کی رضا ہمارے شامل حال نہیں ہو سکتی۔ ایسی محافل میں جہاں بارگاہ رسالت ﷺ کے ادب سے پہلو تہی ہو رہی ہو نہ صرف یہ کہ رحمت خداوندی اور اس کے فرشتوں کا نزول نہیں ہوتا بلکہ اہل محفل و منتظمین جلوس خدا کے غضب اور حضور ﷺ کی ناراضگی کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

قابل افسوس بات یہ ہے کہ اس برائی کے خلاف کہیں سے بھی آواز بلند نہیں ہوتی اور نہ ہی حکمت یا سختی سے اس قبیح روش کا خاتمہ کیا جاتا ہے مذہبی طبقے کی خاموشی کی سب سے بڑی وجہ (الا ماشاء اللہ) ہمارے پیٹ کا دھندا ہے جو ان قبیح رسموں کو روکنے میں آڑے آجاتا ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ اگر ان غیر اخلاقی غیر شرعی امور کی سختی سے مخالفت کریں گے تو شاید جلسے جلوسوں میں ہماری دھواں دھار تقریریں ختم ہو جائیں گی اور اس طرح ایسے موقعوں سے ملنے والے معاوضے اور چندے ختم ہو جائیں گے۔ اپنے مالی مفادات اور ان گروہی اور نام نہاد محدود مسلکی منفعتوں کی خاطر یہ لوگ میلاد النبی ﷺ کے تقدس اور عظمت کو پامال کر رہے ہیں۔ خدارا اس تقدس اور تعظیم رسالت ﷺ کو اپنے تمام تر مالی، مسلکی اور دنیوی مفادات سے بلند تر سمجھتے ہوئے اپنے کردار کو درست اور ان خرافات کو ختم کریں۔

ایسے مواقع پر حکومت کو خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ ضروری ہے کہ وہ ہر ممکن اصلاحی تدابیر عمل میں لائے۔ کیا وجہ ہے کہ ارباب اقتدار یا سیاسی حکومت کے کسی لیڈر یا عہدیدار کے خلاف معمولی سی گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو حکومت اپنی پولیس فورس کے ذریعے ڈنڈے کے زور سے نہ صرف باز رکھتی ہے اور اگر معاملہ تھوڑا خطرناک ہو قانون شکنی کرنے والوں کو فوراً گرفتار کر لیا جاتا ہے مگر ایسے موقعوں پر جہاں عرس اور میلاد کے نام پر بے عمل، اوباش اور کاروباری لوگ ناچ گانے اور ڈانس کا باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں۔ میلے، تھیٹر اور سرکسوں کا انتظام ہوتا ہے۔ اولیائے کرام کی پاکیزہ تعلیمات کی دانستہ اور سر بازار خلاف ورزی ہوتی ہے۔ حکومت کوئی قانونی کاروائی نہیں کرتی؟ حکومت یہاں اگر حفاظتی انتظام کر سکتی ہے تو وہ کیسے گوارا کرتی ہے کہ باقاعدہ پولیس کی نگرانی اور امن و امان میں یہ خلاف شریعت امور ہوتے رہیں۔ ایسے کاروباری لوگوں کو ڈنڈے کے زور سے بھگایا کیوں نہیں جا سکتا۔

عرس کے موقعوں پر بزرگان دین کے مزارات پر آنے کا مقصد قرآن حکیم کی تلاوت اور ان اولیائے کرام کی پاکیزہ تعلیمات سننے اور ان پر عمل کرنے کا جذبہ ہوتا ہے۔ میلاد النبی ﷺ کے جلوس نعت خوانی، محبوب کریم ﷺ کے خصائص و مراتب کے بیان اور جائز شرعی طریقے سے خوشیاں منانے کے لئے نکالے جاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ بقول اقبال ؎

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

افراط وتفریط سے اجتناب کی ضرورت

بد قسمتی سے آج امت مسلمہ دو بڑے طبقوں میں بٹ گئی ہے۔ ایک طبقہ جشن میلاد النبی ﷺ کو سرے سے ناجائز، حرام اور بدعت کہہ کر اس کا انکار کر رہا ہے جبکہ دوسرا طبقہ میلاد کے نام پر (الا ماشاء اللہ) ہر ناجائز اور فحش کام سرانجام دے رہا ہے۔ انہوں نے بہت سے ناجائز اور حرام امور کو داخل میلاد کر کے میلاد النبی ﷺ کے پاکیزہ تصور کو بدنام اور تقدس کو پامال کر دیا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ افراط وتفریط سے بچتے ہوئے ان انتہاء پسندیوں کے بین بین اعتدال پسندی کی روش اختیار کی جائے۔ ہم نے میلاد اور سیرت کے نام پر مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ کوئی صرف میلاد کا داعی بن گیا اور کوئی صرف سیرت کا نام لیوا، میلاد کا نام لینے والا سیرت سے کتراتا ہے اور سیرت کا داعی میلاد کو ناجائز کہہ کر اپنی بقراطیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ خدا کے لئے عقل اور ہوش کے ناخن لو۔ ذرا سوچو! اگر میلاد نہ ہوتا تو سیرت کہاں سے ہوتی اور اگر سیرت کا بیان نہ ہوتا تو پھر میلاد کا مقصد کیسے پورا ہوتا؟ بیان میلاد اور بیان سیرت دونوں محبوب کریم ﷺ کے ذکر ہیں۔ دونوں ایک شمع کی کرنیں ہیں۔ میلاد کو نہ تو بدعت اور حرام کہہ کر ناجائز سمجھنا اور نہ اس کو جائز سمجھتے ہوئے اس میں خرافات کو داخل کیا جانا چاہئے۔

جان رحمت ﷺ کی ولادت کی خوشی کا نام ہے اور اس میں محبت وتعظیم کے ساتھ باوضو ہو کر شریک ہوں تو واللہ یہ افضل عبادت ہے۔ میلاد کے جلسے، جلوسوں اور محافل میں سیرت کا ذکر جمیل کرنا لوگوں کو آقائے نامدار محبوب کبریاء ﷺ کے حسن سیرت وصورت اور فضائل وشمائل سنانا اور محبوب کریم ﷺ کی محبت اور عشق کے نغمے الاپنا ہر سچے مسلمان کا شیوہ ہونا چاہئے کہ اسی میں پوری امت مسلمہ کی کامیابی کا راز ہے اور یہی وقت کی سب سے اہم مذہبی ضرورت ہے۔ ملت اسلامیہ کے واعظین اور مبلغین اگر میلاد اور سیرت کی دو بنیادی حقیقتوں کو الگ الگ کر دیں تو عوام الناس تک کلمہ حق کیسے پہنچے گا؟

واعظین اور مبلغین اگر اپنے دین کا اور محبوب کریم ﷺ کی تعظیم ورسالت کا تحفظ چاہتے ہیں تو یہ ان کی ذاتی ذمہ داری ہے کہ وہ حتی المقدور ناجائز اور خلاف شرع بدعت، ہر قسم کے منکرات اور فحش امور کے خلاف علم جہاد بلند کریں۔ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ محافل میلاد کا تقدس برقرار رکھنے کے لئے مداخلت کرے اور عید میلاد النبی ﷺ کے نام پر ناچ گانا اور دیگر خرافات کرنے والوں پر قانونی پابندی لگا دے جن کی خلاف ورزی کرنے والے عناصر کو قرار واقعی سزائیں دی جائیں تا کہ جلسوں اور جلوسوں کا ماحول ہر قسم کی خرافات اور غیر شرعی امور سے پاک رہے۔

افسوس صد افسوس! اکثر واعظین کی زبانوں پر نہ صرف جھوٹ اور من گھڑت باتیں آ جاتی ہیں بلکہ وہ قصے، کہانیاں اور بدتر باتیں بیان کرتے رہتے ہیں جن کو بیان کرنا اور سننا جائز نہیں بلکہ جن لوگوں کو ان کے باطل ہونے کا علم ہے ان پر لازم ہے کہ ان کی ایسی باتوں کا انکار کریں اور ان کو نہ پڑھنے کا حکم دیں۔

سامعین! آپ کی توجہ کے لئے گزارش ہے کہ

تاجدار کربلا سیدنا امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مصائب وآلام اور پے در پے قربانیوں کو کون نہیں جانتا؟ تب سے اب تک ساری دنیا میں آپ کی جوانمردی بیک وقت بہر پہلو ہر قسم کی قربانی کی دھوم ہے مگر یہ عجیب بات ہے کہ ان کی قربانی عزیمت واستقامت' نماز کی پابندی وصبر واستقلال سے کوئی عبرت ونصیحت حاصل کرنے حق کی پیروی دین کی سربلندی اور جذبہ ایثار وقربانی سے سرشار ہونے کی بجائے کئی پیشہ ور مقررین وذاکرین نے ان کی قربانی کو اپنی کمائی کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ وہ سیرت حسینی سے کوئی درس عمل حاصل کرنے اور قوم کو درس عمل دینے کی بجائے اپنے مخصوص رنگ ڈھنگ اور الفاظ و آواز کے زیر وبم سے پیسے بٹورتے اور دنیاوی عیش وعشرت کرتے ہیں۔ ان بے عمل کم علم غیر ذمہ دار وپیشہ ور مولویوں اور ذاکروں کا معیار کسی علمی تحقیق اور حوالہ ودلیل کی بجائے محض عوام کو متاثر کرنا اور مقررہ فیس وصول کرنا ہے۔ ان لوگوں کا ایسا انداز وبیان ہوتا ہے کہ جس سے (معاذ اللہ) اہل بیت کی زیادہ سے زیادہ کمزوری بیچارگی' مجبوری اور بے صبری کا مظاہرہ ہو اور بالخصوص حضرت صغریٰ اور فرزندان امام مسلم رضی اللہ عنہم کے معاملہ میں زیادہ مبالغہ آمیزی کرتے ہیں۔ حالانکہ کہاں ان کی بلند ہمتی صبر واستقلال تسلیم و رضا اور کہاں ان مقررین وذاکرین کی خرافات وخانہ ساز حکایات ایسے ہی لوگوں کے متعلق شیعہ مکتب فکر کا ترجمان ہفت روزہ ''درنجف'' سیالکوٹ بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا کہ۔

خون حسین ان کے منہ کو لگا ہوا ہے
لاکھوں کما رہے ہیں یہ ذاکرین ہمارے
ہے عید کا مہینہ ان کے لئے محرم
ہوتے ہیں جبکہ ان کے ہر روز وارے نیارے
اس قدر بڑھ رہی ہے اب فیس ان کی مولیٰ
جیسے یہ جی رہے ہیں بس فیس کے سہارے
دو گے جواب کیا تم زہرا کو روز محشر
جس روز پیش ہوں گے اعمال سب تمہارے
کس سمت جا رہی ہے ملت فدا بخاری
کیا کر رہے ہیں یارب یہ رہنما ہمارے

کاش! یہ پیشہ ور مقررین وذاکرین شہداء کربلا کی طرف عامیانہ رواجی باتیں منسوب کرنے کی بجائے ان کے شایان شان واقعات وحالات اور الفاظ بیان کریں اور ان کا ذکر خیر تبلیغ وعوام کی اصلاح اور نصیحت کے لئے سنائیں۔ محض عوام کی خوشنودی' واہ واہ اور اپنی فیس بڑھانے کے لئے بغیر صحیح تحقیق و ماخذ کے غلط سلط باتیں نہ سنائیں۔ حسین تو حسین یزید پلید کے متعلق بھی ذمہ داری سے بات کریں اور شان اہل بیت

کے ساتھ عظمت صحابہ کا ذکر بھی ضرور کریں اور آخرت کی جوابدہی کا بھی خیال رکھیں، بے عمل علماء کے انجام اور قول وفعل کے تضاد کے وبال سے بچیں۔

سامعین محترم! موجودہ زمانے میں بعض جاہل لوگ اس سے الٹ روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جب یہ ماہ مقدس آتا ہے تو وہ کھیل کود، تفریح اور آلات موسیقی کے ساتھ دل لگی کرنے لگتے ہیں۔ یہ کتنی افسوسناک بات ہے کہ وہ عیش وطرب اور لہو ولعب میں مصروف ہوتے ہوئے بھی بزم خویش سمجھتے ہیں کہ وہ اس مبارک مہینے کا احترام کر رہے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ کہ میلاد کی تقریبات میں قرآن پاک کی تلاوت بھی ہوتی ہے۔ لیکن نفسانی خواہش وترغیب انہیں لہو ولعب پر آمادہ کرتی ہے جو دلوں کے ہیجان اور جذبات میں انتشار اور بے چینی کا موجب بنتی ہے جس سے اخلاق تباہ اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔

پھر وہ اسی پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ ستم بالائے ستم ایک خطرناک روش پر چل نکلتے ہیں۔ وہ یہ کہ ایسی تقریبات میں نوجوان، خوبصورت اور خوش آواز گلوکاروں اور گلوکاراؤں کو بلایا جاتا ہے جو بھڑ کیلے لباس میں ملبوس ہوتی ہیں۔ ان میں گانے والے نفس کو ہیجان میں مبتلا کرنے والے انداز میں غزل سرا ہوتے ہیں اور اپنی حرکات وسکنات سے سامعین کے جذبات بھڑکاتے ہیں جو مردوں اور عورتوں کے مخلوط اجتماع پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس سے بہت سی برائیاں اور خرابیاں جنم لیتی ہیں۔

یہ تمام خرابیاں میلاد کی ایسی تقریبات سے پیدا ہوتی ہیں جن میں سماع کے نام پر ایسی خرافات آتی ہیں۔ ایسی قبیح حرکات کرتا کون ہے؟ جاہل عوام، اجہل واحمق، نام نہاد، علم سے بالکل کورے مبلغین، مقررین اور قرآن وحدیث سے بے خبر واعظین اور ڈبے پیر، رہبر اور روپے کے رہزن۔

جہالت کے یہ چلتے پھرتے شاہ کار، لوگوں کی نادانی وضعیف الاعتقادی کے باعث اپنی تجوریاں بھرنے والے ماہر فنکار ہماری جانب سے اصلاح وخیر خواہی کے حق دار تو ہیں، عقیدت واحترام کے قطعی حق دار نہیں۔ یہ تو بات ہے ان لوگوں کی جن کے حلئے اور کردار سے شریعت کی مخالفت ظاہر وعیاں ہے جبکہ ایسے لوگوں کی بھی بہت بڑی تعداد موجود ہے جن کے حلئے اور ظاہر داری سے دین وشریعت کی پاس داری کا تاثر ملتا ہے مگر محبت وعقیدت کے جال میں گرفتار لوگوں کی جیبوں پر نظر رکھنا اور مال سمیٹنا ان سیم وزر کے غلاموں کا بھی محبوب مشغلہ اور مفید کاروبار ہے۔ ان میں سے بہت سوں کو لوٹ مار کا یہ حق واختیار محض اس لئے حاصل ہے کہ یہ صاحب زادگان کسی آستانے کے سجادہ نشین ہیں اور وراثت میں کوئی مزار ان کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ گویا سجادہ نشینی اور مجاوری کیا ملی، سونے کی کان کے مالک بن گئے۔ اسے کہتے ہیں وراثت کا فیض اور فیض بھی ایسا کہ عمر بھر کوئی کام کاج نہیں کرتے اور ہاتھ توڑ کر بیٹھ رہتے ہیں تو بھی ختم نہیں ہوتا بلکہ بہت بڑھ کر اگلوں کو منتقل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عقیدت مندوں کو ان بابوں اور حضرتوں کی دعاؤں اور شفقتوں کا جو تاوان ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس میں برکت ہی بہت ہے۔

علاوہ ازیں بہت سے دینی حلئے کے حامل مسکین صورت ''صالحین'' اور ''اللہ والے'' اللہ تعالٰی کے

محبوب بندوں، دعوت وتبلیغ وغیرہ عبادات کی اوٹ میں چھپائے سادہ لوح مسلمانوں کے لئے گھات لگائے بیٹھے ہوتے ہیں۔لہذا ہم ان تمام ڈبے پیروں کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔

رہا یہ سوال کہ ان سب فنکاروں سے کیسے بچا جائے؟ اس سلسلے میں اہل ایمان کو یہ بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ اور ولی کامل وہی ہوسکتا ہے جس کا عقیدہ سچا اور عمل اچھا ہو، چاہے اس سے کوئی کرامت ظاہر وصادر نہ ہو اور سچے عقیدے اور اچھے عمل کی اصلیت کا شعور علماء حق کی قربت ورفاقت سے ہوتا ہے۔لہذا عوام الناس کے لئے علماء حق سے با قاعدہ رابطہ وراہنمائی کا ضرور اہتمام رکھنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے طفیل ہمارے ایمان وعمل کی حفاظت فرمائے۔آمین۔

سامعین محترم! بے سوچے سمجھے کوئی جو چاہے کہہ دے مگر بیماری کے صحیح علاج کے لئے بیماری کا سبب جاننا بہت ضروری ہے۔آپ ایک بار نہیں ہزار بار غور کر لیجئے۔ ہوسکتا ہے فروعی اور ذیلی اسباب تو بہت ہوں مگر اس خرابی وبیماری کا بنیادی سبب ایک ہی ہے۔کتاب انقلاب قرآن مجید اور محبوب کریم ﷺ سے فکری وعملی دوری۔دوری بھی ایسی ہے کہ ہمارا مسٹر ہو یا مولوی، سو (100) کیا ہر ہزار میں، فقط چند کے سوا باقی سب نہ قرآن سے راہنمائی لیں اور نہ صاحب قرآن ﷺ کو راہنما بنائیں۔دعوے ہیں، نعرے ہیں اور پروپیگنڈے۔جن میں ایک سے بڑھ کر ایک۔بھلا دعووں، نعروں یا پروپیگنڈوں سے بھی کبھی خطرات ٹلتے اور حالات سنورتے ہیں۔خطرات کی روک تھام اور حالات کی تبدیلی کے لئے تو ایسی پُر خلوص انفرادی واجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے جو وقتی اور عارضی نہیں بلکہ بھرپور اور مسلسل ہو۔

اس جدوجہد کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ہم چند دردمند احباب نے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی حمایت ونصرت کے بھروسے پر ایک تحریک ''بزم عشاق'' کی بنیاد رکھی ہے اور ادارہ ''نجم الہدیٰ''، جامع مسجد عمر (رضی اللہ عنہ)، نیو پٹھان والا، جھنگ روڈ، فیصل آباد سے آغاز کیا۔بزم عشاق کے زیر اہتمام قرآن وحدیث پر ان گنت دلائل سے مزین، مدلل ومستند لٹریچر کافی تعداد میں شائع ہو چکا ہے اور ہر انگریزی مہینے کے آخری جمعتہ المبارک کو نماز مغرب کے بعد ادارہ نجم الہدیٰ، جامع مسجد عمر (رضی اللہ عنہ)، نیو پٹھان والا میں ایک عظیم الشان تربیتی، اصلاحی، علمی، فکری، روحانی محفل ہوتی ہے۔اس نورانی محفل میں خود بھی تشریف لائیں اور اپنے دوست احباب کو بھی ساتھ لائیں۔

اللہ کریم بطفیل زلف محبوب کریم ﷺ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔آمین

بجاہ سید المرسلین طٰہٰ ویٰسین ﷺ

امیدوار اس جہاں خواب میں دیدار محبوب کریم ﷺ اور

اس جہاں حساب میں شفاعت محبوب کریم ﷺ

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

0300-6661755

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

☆	فضائل رمضان وقرآن مجید	☆	انما المؤمنون اخوہ
☆	روزہ کے طبی فوائد	☆	خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ
☆	فضیلت علم اور صاحب علم	☆	محبت الٰہی کے ثمرات
☆	قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے	☆	نور بشر کی وضاحت
☆	ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور	☆	میرے مرشد لجپال
☆	عظمت مصطفیٰ ﷺ	☆	خطبات زماں (1 تا 12)
☆	امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام	☆	مقالات زماں (1 تا 10)
☆	حقوق مصطفیٰ ﷺ	☆	مقالات عشق رسول ﷺ
☆	ورفعنالك ذكرك	☆	مقالات سیرت محبوب ﷺ
☆	سلطان دو جہاں ﷺ	☆	مقالات صورت محبوب ﷺ
☆	نسبت محبوب ﷺ	☆	محبت کی لازوال داستاں
☆	جان ایماں ﷺ	☆	مساوات محبوب ﷺ
☆	روح ایماں ﷺ	☆	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات
☆	مسلمانوں کے حقوق		تم سے کیا محبت ہوگئی
☆	افضل الخلق ﷺ		جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی
☆	احسن الخلق ﷺ	☆	کھچتی ہے کھال کٹتی ہے گردن
☆	اول الخلق ﷺ		عشق ہے تماشہ نہیں ہے
☆	پیکر نور ﷺ	☆	صبر حسین بھی ہے عشق
☆	تذکرہ حسن محبوب ﷺ		صدق خلیل بھی ہے عشق
☆	اسلام میں دوستی کا تصور	☆	دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
☆	علم کی فضیلت واہمیت قرآن و	☆	عارفانہ تقریریں

	حدیث کی روشنی میں	☆	پیام محبت
☆	اخلاق سے کام لو گر دل جیتنے ہیں	☆	وہ مصور کیسا ہوگا؟
☆	نظام مصطفیٰ ﷺ ہی میں امن و	☆	اہل دل
	سکوں ہے	☆	صحیفہ عشق
☆	جنت کے مالک	☆	عقل و عشق
☆	جہنم کا ایندھن	☆	عشق اور اہل عشق
☆	قلب سلیم	☆	ذوق زماں
☆	آداب محبت	☆	خیال زماں
☆	اسلاف کا جذبہ ایثار	☆	باب عشق
☆	اسلاف کا شوق علم	☆	داستان عشق
☆	اسلاف کا اخلاق	☆	شمع اور پروانے
☆	اسلاف کا عشق	☆	فضائل و مسائل نماز
☆	حقیقت عظمت	☆	نماز کے طبی فوائد
☆	حقیقت عشق (۱ تا ۴)	☆	نماز کے روحانی فوائد
☆	حقیقت انساں	☆	فضائل قرآن مجید
☆	عشق کی باتیں	☆	سوز محبت
☆	دیوان عشق	☆	اعزاز محبت
☆	بخشش کے بہانے	☆	حقیقی محبت
☆	عاشقانہ تقریریں	☆	حلاوت ایمان
☆	عالمانہ تقریریں	☆	حقیقت ایمان
☆	درس محبت	☆	دعوت فکر

☆	بیان عشق و محبت	☆	جنت اور اہل جنت
☆	مدارج عشق و محبت	☆	احترام سادات
☆	کرامات اولیاء	☆	دنیا میں جنت
☆	محبت و محبوبیت		میری پسند
☆	ماں کی عظمت	☆	روحانی حکایات
☆	محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے	☆	،گلدستہ حکایات
☆	علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت	☆	لو میرج کی شرعی حیثیت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق	☆	صوفیاء اور عشق
☆	علماء اور عشق	☆	شعراء اور عشق
☆	خواص اور عشق	☆	عوام اور عشق
☆	حلاوت ایمان	☆	سلطان دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم
☆	اعزازِ محبت	☆	مدارجِ اہل علم
☆	عشق حقیقی و مجازی	☆	راہِ رسمِ عشق و محبت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت	☆	حسین محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین تذکرہ
☆	تاجدار عشق	☆	زلفوں کے اسیر
☆	تجھ سا حسین کوئی نہیں	☆	جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
☆	باعث تسکینِ دل و جان صلی اللہ علیہ وسلم	☆	عامل اور عملیات
☆	حُسن ایماں	☆	معجزات انبیاء علیہم السلام
☆	زندگی آمد برائے بندگی	☆	میرے محسن

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ (وصایا شریف ص ۳ از مولانا حسنین رضا)